

# محمد ﷺ محمد رسول

إِنَّهُمْ فَتِيَّةٌ أَمْثَلُ بِرَبِّهِمْ وَزِينَتُهُمْ هَدَى

طلبہ دین کا مقام، آج کے دور میں اُن کا  
 ضبطِ نفس، قوم کی اُن سے توقعات، نیز وہ  
 ہدایات و اصلاحات جن کی روشنی میں وہ اپنی  
 افادیت برقرار رکھ سکتے ہیں،

مُصَنَّف

مولانا ذوالفقار احمد صاحب نثر وری  
 استاذِ حدیث دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر، سورت

گجرات، ۳۹۳۱۴۰

# جمال رسول

صلی اللہ علیہ وسلم

إِنَّهُمْ فَتِيَّةٌ أَمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى

طلبہ دین کا مقام ، آج کے دور میں اُن کا  
ضبطِ نفس ، قوم کی اُن سے توقعات ، نیز وہ  
ہدایات و اصلاحات جن کی روشنی میں وہ اپنی  
اقادیت برقرار رکھ سکتے ہیں ،

مُصَنَّف

مولانا ذوالفقار احمد صاحب نروری  
استاذِ حدیث دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر، سورت

گجرات ، ۳۹۳۱۶۰





## جمہوریت بحق مصنف محفوظ ہے

نام کتاب	مہمان رسول ﷺ
مصنف	مولانا ذوالفقار احمد نوری
صفحات	چالیس (۴۰)
تعداد	ایک ہزار (۱۰۰۰) نمبر ۶۹۲
بار دوم	ایک ہزار (۱۰۰۰) اگست ۶۹۳
کتابت	اصف سبحانی 'مالیگاؤں'
طباعت	ہمد م پریس، محمد علی روڈ، مالیگاؤں -
ناشر	مکتبہ سعیدیہ، ترکیسر ضلع سورت
باہتمام	مولانا بشیر احمد صاحب غاپنوری
قیمت	بارہ روپے (۱۲/-)



# فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	عنوانات	شمار
۴	دل کی بات	۱
۵	موجودہ دور کا نوجوان	۲
۶	اس گھپ اندھیرے میں	۳
۸	سخت محاسبہ	۴
۸	جذبات کی زبردست قربانی	۵
۹	ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین	۶
۹	منصب کا احساس	۷
۱۰	نعمت کی عظمت	۸
۱۱	قوت تاثیر	۹
۱۱	ایک کلمہ فکریہ	۱۰
۱۳	ایک اہم ذمہ داری	۱۱
۱۳	کرم علمی بھی افادیت سے خالی نہیں۔	۱۲
۱۵	نسبت کی بلندی	۱۳
۱۶	منظم دارالاقامہ میں قیام کے فوائد	۱۴
۱۸	غیر منظم دارالاقامہ میں قیام کے نقصانات	۱۵
۲۲	چند ضروری ہدایات	۱۶
۳۳	قوم کی ذمہ داری	۱۷
۳۳	دارالعلوم میں تدریس کرنے والوں کیلئے منتخب کتب	۱۸
۳۶	مکاتب میں تدریس، مساجد میں امامت یا غوام میں تبلیغی خدمات	۱۹
۳۸	انجام دینے والوں کے لئے منتخب کتابیں۔	۲۰
۳۹	بعض پسندیدہ مصنفین	۲۱
۴۰	نعت شریف	۲۲
	نعت شریف	۲۲



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## دل کی بات

یہ چھوٹا سا کتابچہ مہمانِ رسولؐ آپ کے سامنے حاضری ہے،  
 دل کے گہرائی سے بار بار یہ خیال ابھرتا رہا کہ طلبہ عزیز سے  
 کچھ دل کی باتیں کہی جائیں اور ان کا مقام لوگوں کے سامنے  
 لایا جائے اور ان کے ضبطِ نفس اور جانفشانی کو اجاگر کیا جائے  
 نیز ان کو اس رزق سے بچایا جائے جس سے پروا نہیں  
 کو تاہم آفت ہے مگر ہمت نہیں ہوتی تھی، پھر خیال  
 ہوا کہ اپنی برادری سے برادری کا ایک فرد ہونے کے  
 ناطے دل کی بات نہ کہنا اور ان کو اپنا نہ سمجھنا ہے، اس  
 لئے جرات کر کے کچھ معروضات قلمبند کرنے کی جسارت  
 کر لی ہے جس کا منشاء طلبہ عزیز کو جو درحقیقت مہمانِ  
 رسولؐ ہیں اپنے باطنی سرمایہ پر مطلع کرنا اور نفس سے  
 شیطان کے فریب سے بچانا ہے، اللہ تعالیٰ توفیق بخشنے۔  
 آمین۔

ذوالفقار احمد نوری

خادمہ دارالعلوم و فلاح دارین

ترکیسر، سورت، گجرات، انڈیا

۳ نومبر ۱۹۶۲ء

## مہمانِ رسول

موجودہ دور کا نوجوان؟ آج کی دنیا ٹی وی، وی ڈیو کی دنیا ہے، آج ناچ گانوں کے ماہرین کو جو انعامات دیے جا رہے ہیں یا ان کے ساتھ جو لچپی اور لگاؤ ہے اور ان کو دیکھنے، سننے اور پڑھنے کا جو شوق پیدا ہو رہا ہے اس کی مثال پھلے کسی زمانہ میں نہیں ملتی۔ کسی ملک کے بڑے سے بڑے صدر کو دیکھنے سننے کا وہ جوش و خروش نہیں ہے جو کسی فلمی اداکار و گلوکار کے لئے پایا جاتا ہے۔

واڑھی صاف، موچیں دراز، بازاروں میں مٹگشتی، ہوٹلوں میں گپ شپ بات بات پر فحش گالیاں، دوستوں کے گے یا کمر میں ہاتھ کسی بوٹے یا بج یا مذہبی آدمی کو دیکھ کر اس کا مذاق، لڑکیوں کو پھیڑنا، سیٹی بجانا، گانا گانے لگنا، ریلوں میں بلا ٹکٹ سفر، ٹکٹ مانگے پر ٹی سی کو مار پیٹ، ریل کی زنجیر کھینچ کر بلا وجہ بار بار روکنا، ریلوے پر اپنی کو نقصان پہنچانا، جگہ ہونے کے باوجود کسی کو ڈبے میں نہ گھسنے دینا، اگر کسی جگہ لائن لگا کر کھڑا ہونے کو کہا جائے تو لائن توڑ کر آگے گھسنے کی کوشش کرنا، منع کرنے پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جانا، یونیورسٹیوں میں لیکچراروں اور پروفیسروں کو دھمکی دینا، ان کے خلاف پوسٹر لگانا، کسی کا گھبراؤ کرنا، کالج اور یونیورسٹیوں میں پرانے اسٹوڈنس کانے، اسٹوڈنس کیساتھ ریگنگ امتحانات میں چاقو کی نوک پر نقل، امتحان کے پیپر آؤٹ کرنا، امتحانات کا بائیکاٹ، قومی فسادوں میں حصہ لینا، پولس کو پریشان کرنا، اپنے گھر میں وہ شور و غل مچانے تو کوئی سوکے اور نہ لکھنے پڑھنے کا کام کر سکے، نہ کوئی بیمار سکون پاسکے، پتنگ اڑانا، اس کے لئے دوسروں کے گھروں کی چھت پر چڑھنا، کسی کی بے پردگی کی پرواہ نہ کرنا۔



کسی شادی میں جائیں تو بلا لڑے واپس نہ آئیں، دوسرے کی تقریب کو کامیاب نہ ہونے دیں، ماں باپ کیلئے مصیبت، اولاد سے مجرمانہ غفلت، بیوی مکمل داسی، جبر و قہر کی شکار، جواتاش، گانجا بھنگ، سگریٹ، پان بیٹری شراب، نشہ آور گولیاں لینا، رات کو دیر سے گھر لوٹنا، صبح دیر سے سو کر اٹھنا، رقابت میں کسی کو قتل کر دینا، چاقو دستی، ہم جیب میں رکھنا، دن بھر کی محنت مزدوری کے بعد گاڑے پسینے کی کمائی کو جوئے، شراب، سٹے یا سینما میں برباد کرنا، امتحان میں بار بار قیل ہونا، ماں باپ کی عزت دیکھتے ہوئے بھی ان سے بڑے بڑے مطالبات کرنا، کسی کام میں ان کا ہاتھ نہ بٹانا بلکہ ان سے خود اپنی خدمت لینا، اسکولوں سے بھاگ جانا، نہ نماز نہ روزہ نہ تلاوت سولے عیدین کے کبھی نماز کا نام نہ لینا، بلکہ اسلامی عبادت یا عقائد کے بارے میں ایسے کلمات ادا کرنا جن سے کفر لازم آتا ہے۔ اسلام مخالف لٹریچر سے دلچسپی لینا، یہ ہے آج کل کے اکثر نوجوانوں کی زندگی کی ایک جھلک، جس کو ہر شخص کی آنکھ دیکھ رہی ہے، کان سن رہے ہیں مگر زبان کھولنے کی جرأت کرنا موت کو دعوت دینا ہے۔

ایک یہ آزادانہ اور اپنی دانت میں خوشیوں بھری زندگی ہے، نہ کوئی روک نہ ٹوک، بھوپا ہے کرو، جو چاہے دیکھو، جہاں چاہے جاؤ، جو چاہو کھاؤ پیو، مزہ میز، ماں باپ عاجز، حکومت بے بس، گویا دنیا اپنی چاہتوں، خواہشوں اور نفس کی اتباع اور مسرتوں کو حاصل کرنے کی جگہ ہے، جس میں کوئی روک ٹوک گوارا نہیں۔ گویا زندگی نام ہے عیش و آزادی کا نہ کہ پابندیوں کا۔

اس گھنٹے میں فتیۃ امنوا بر بہرہ روز دنیا، اس شور شراب سے بھری دنیا اور کھیل کود میں مست عالم اور آزادیوں اور مسرتوں سے سرشار جہاں میں کچھ وہ نوجوان بھی ہیں جو دینی مدارس میں پڑھتے اور دارالافتاء میں رہتے ہیں، یہ عموماً



بڑی عمر کے طالب علم ہوتے ہیں، اس عمر کے سارے جذبات اور تقاضے ان کے ساتھ بھی ہوتے ہیں مگر ان کو ضبط نفس، سنجیدگی، سادگی، اکرامِ اساتذہ، احترام، انسانیت، ذمہ داری کا احساس، ایثار، تواضع، حسن خلق، خدمتِ خلق، فکرِ آخرت، یکسوئی، جوانفشاری اور قناعت کی تعلیم دی جاتی ہے۔

ان کی تربیت اس طرح کی جاتی ہے کہ یہ نہ سر پر بال رکھا سکتے ہیں نہ پینٹ شرٹ پہن سکتے ہیں، نہ فیشن اختیار کر سکتے ہیں، نہ ڈاڑھی منڈھا سکتے ہیں نہ مونچھیں بڑھا سکتے ہیں، نہ بیڑی سگریٹ پی سکتے ہیں نہ سینا جاسکتے ہیں، نہ ٹی ڈی، وی ڈیو دیکھ سکتے ہیں، نہ ٹخنے نیچے پا جامہ یا لنگی پہن سکتے ہیں، نہ اونچا کرتا پہن سکتے ہیں، نہ ٹانگ وڈرامہ کر سکتے ہیں، نہ مرد و عورت کے مخلوط مجمع میں جاسکتے ہیں، نہ میلے، نمائش گاہوں اور بابے گلے کی محفلوں میں شرکت کر سکتے ہیں، نہ نیکر چڑھی پہن کر لوگوں کی سامنے آسکتے ہیں، نہ استاد کے سامنے زور سے بول سکتے ہیں، نہ درس گاہ میں شور کر سکتے ہیں۔ استاد نے ان کو سنزادی ہو تب بھی یہ ان سے مصافحہ کرتے ہیں، ان کے پاس جاتے ہوئے ان کے جوتے سیدھے کر کے جاتے ہیں، ان کی خدمت کرتے ہیں، ان کی تنبیہ کو اپنے لئے نعمت سمجھتے ہیں، نہ گالی دے سکتے ہیں نہ محض رسالے پڑھتے ہیں، نہ کوئی گندی کتاب دیکھ سکتے ہیں، نہ بازاروں میں چلتے پھرتے کھا سکتے ہیں نہ نماز روزہ چھوڑ سکتے ہیں، نہ ہونٹوں پر گپ شپ لگانے کیلئے جاسکتے ہیں، نہ ہاتھ پر مہندی لگا سکتے ہیں، نہ ٹھاٹھاٹھاٹ سے شادی رچا سکتے ہیں، نہ گلے بجھانے والی شادی میں شریک ہو سکتے ہیں، نہ اکڑ کر چل سکتے ہیں، نہ چوراہوں اور شاہراہوں پر بلاوجہ کھڑے ہو کر وقت گزار سکتے ہیں، نہ بلا ٹکٹ سفر کر سکتے ہیں، نہ لڑ بھڑ سکتے ہیں، نہ مسافر وں کو ستا سکتے ہیں، یہ سب ان کو اس طرح سکھایا جاتا ہے کہ یہ سب



عادتیں ان کی طبیعت ثانیہ بن جاتی ہیں۔

سخت محاسبہ : ان کا یہ محاسبہ صرف ان کے اساتذہ ہی نہیں کرتے بلکہ سماج کا ہر فرد ان کا محاسب ہے، ان کی معمولی بھول پر ان کی گرفت کی جاتی ہے، عار دلائی جاتی ہے، خلاف کرنے پر نہ ان کے اساتذہ ان سے خوش نہ سماج ان کی کوئی عزت کرتا ہے، لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں، وہ بے عزت و رسوا ہو جاتے ہیں، لوگ چلبے جتنی خرافات اور جرائم میں مبتلا رہیں مگر یہ طبقہ خلاف شرع اگر چھینک بھی دے تو ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے۔

جذبات کی زبردست قربانی : ظاہر ہے کہ اپنی زندگی کو بظاہر اتنی جھکڑ بندیلوں کے حوالے کر دینا معمولی درجے کی قربانی اور معمولی درجے کا ضبط نفس نہیں ہے۔ کیا یہ لوگ اس راستہ کو چھوڑ کر اپنے لئے وہ راستہ اختیار نہیں کر سکتے تھے جو آزادی کا راستہ تھا؟ کیا یہ کوئی تجارت یا نوکری کر کے باعیش اور بے قیدہ کمزنگی کی وہ مسرت حاصل نہیں کر سکتے تھے جو ابھکا ہر نوجوان حاصل کر رہا ہے اور اس کو اپنی معراج سمجھ رہا ہے، مگر اس جماعت نے اپنے لئے کانٹوں بھرا راستہ چن لیا ہے، دنیوی نام نہاد ساری خوشیوں مسرتوں، کھیل تماشوں اور آزادانہ زندگی کی بہاروں کو چھوڑ کر ایک محدود، یکسو اور کہنی زندگی تعلق مع اللہ اور انابت الی اللہ، اتباع رسول والا راستہ اختیار کیا ہے اور اپنی دنیا و آخرت کی کامیابی اسی میں سمجھی ہے، وہ صرف اپنے لئے نہیں پوری امت کیلئے جیتے ہیں۔ اللہ کے بندوں کو اللہ کا مطیع بنانے کی فکر انہوں نے اوڑھ لی ہے اللہ کی خاطر وقتی عیش کو تھوڑا دیا ہے، اپنے رشتہ داروں اور دنیا کے لوگوں کے طعنے برداشت کئے ہیں مگر اللہ اور رسول کا دامن چھوڑنے کیلئے تیار نہیں تو کیا اس ہمہ گیر قربانی پر خدا تعالیٰ کو پیار نہ آتا ہوگا؟ کیا یہ رات کی بیداریاں، سحر خیزیاں، تلاوتیں، نمازیں، سادہ لباس، سادہ غذا، قناعت



صبر، سکون، فکر آخرت میں مگر یہ وزاری اسکے لئے جدوجہد دینی تعلیم کے لئے ہر قسم کے مصائب برداشت کرنا بیکار پہلا جلے گا، قوم کی گالیاں کھا کر ان کی خدمت کرنا، اپنا عیش و سحر و سرور کے سکھ کے لئے مارا مارا پھر نابے قدری کاشکار ہو جائے گا؟ نہیں ہرگز نہیں۔

**ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین**؛ ہمارا ایمان ہے کہ کسی کا عمل اور قربانی رائیگاں نہیں جاتی، قدرت کی آنکھیں اپنے محبوب بندوں کی ساری ادائیں دیکھ رہی ہیں، ان کی بے چینی، فکر، جدوجہد اور تڑپ و سوز سب اس کیساتھ منے ہے وہ ایک ایک ادا کا ایسا بھرپور بدلہ دینے والا ہے کہ دنیا کی ساری نعمتیں مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ جو لوگ اپنا سارا حصہ دنیا میں وصول کرنے کی فکر میں اندھے بنے ہوئے ہیں وہ بنے رہیں مگر جن لوگوں نے دنیا کی حقیقت اور انسان کی پیدائش کے مقصد کو سمجھ کر خدا کو خوش کرنے اور اس کی مرضیات کو حاصل کرنے کے لئے اپنے تن و من و دھن کی بازی لگا رکھی ہے آج دنیا چاہے انکو بنیاد پرست، رجعت پسند، جنگی، بیوقوف، خام خیال اور دقیانوس بھی رہے مگر حقیقت میں یہ ہی فرزانے ہیں، انہوں نے کائنات کے راز کو سمجھا ہے، ان کو جو پیلن اور سکون حاصل ہے اور آئندہ جو حاصل ہونے والا ہے اہل دنیا کو اسکی ہوا بھی نہیں لگی۔ بلکہ اگر ان کو اس دولت کا علم ہو جائے تو وہ ان سے جنگ کر کے اس دولت کو حاصل کرنے کی کوششیں کریں مگر ان کو شعور ہی نہیں ہے کہ کیسی نعمت یہ لوگ اس گوشہء تنہائی اور کہنی زندگی میں لئے بیٹھے ہیں۔

**مَنْصَبَ كَاِحْسَاسٍ**؛ کاش کہ دینی مدارس کے عزیز طلبہ اپنے اس مقام منصب اور مرتبے سے آگاہ ہو جائیں، کاش کہ ان کو اس کا استحضار ہو جائے کہ اس قربانی، فداغت اور اطاعت شعار زندگی پر کیا ملنے والا ہے، آخرت میں ان کو کن اعزازات سے نوازا جانے والا ہے تو وہ اپنی ان محرومیوں اور فقر و فاقہ پر کبھی شکوہ نہ کریں، کبھی احساس کمتری



کاشکار نہ ہوں، اہل دنیا اور ان کی لفظ ہر خوش نما زندگی اور عیش پر لپجائی ہوئی نظر نہ ڈالیں، معصیت سے ان کو نفرت اور اس میں ان کو بدبو محسوس ہونے لگے۔

**لحمت کی عظمت:** آخر یہ ذرا غور تو کریں کہ یہ قرآن وحدیث پڑھنے پڑھانے کی توفیق، تلاوت کی حلاوت، نماز میں کیف حضوری، مساجد کی روح پرور حاضری، مالہ نیم شبی، تہجد کی نمازیں اور دعائیں، اللہ سے راز و نیاز، ہر وقت اپنا محاسبہ، اتباۃ سنت کا جذبہ، اطاعت رسول کی لذت، پچال ڈھال، کھانے پینے، سونے جاگنے، بولنے پھلنے، معیشت معاشرت، رخصت سہن تپہنے اوڑھنے، لٹنے بیٹھنے، پڑھنے لکھنے میں اخلاق و آداب کی رعایت، اعلیٰ اخلاق اور دل بیداری دولت ہر ایک کو نہیں ملا کرتی، یہ محبت بھرا دل انہیں کو نصیب ہوتا ہے جن کو شاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبت کے لئے چمن دیا ہو، خالص دنیا داروں کو یہ لذت کہاں، کاش مدارس کے طلبہ اس لذت کو محسوس کرنے لگیں تو ان کو زندگی کی ہر تکلیف آسان ہو جائے بلکہ اس تکلیف میں وہ راحت محسوس کریں گے جو راحتوں میں رہنے والے بھی محسوس نہیں کر سکتے پھر یہ داڑھی، یہ کرتا، یہ پابجامہ یہ تسبیح، یہ مصلیٰ، یہ گوشہ نشینی، یہ ریا، نمود سے دوری، یہ فقر و فاقہ، بادشاہی سے بڑھ کر نظر آنے لگے گا اور دین کا کام کرنے کی ایسی اسپرٹ، لگن، ہوش و جذبہ ان میں پیدا ہو جائے گا جو ان کو مجنوں بنا دیگا اور ان کے اس جوش جنوں کی ایک آہ سے عالم میں ایک ایسی بیداری اور مخلوقِ خدا میں ایک ایسی خدا ترسی اور محبت پیدا ہوگی کہ ساری غفلت اور معصیت کافور ہو جائے گی پھر حق "میں جو رویا تو رو پڑے گی دنیا" کا سماں ہوگا، کوئی اللہ والا ذرا تڑپے تو سہو، ایک عاشق ذرا چیخ توں کالے، ایک بیتاب دل آہ تو بھر کر دیکھے ساری دنیا کی کایا پٹ بجائے گی۔ معصیت کھلے، اٹھتے قدم تھم جائیں گے، پور ڈاکو تائب ہو جائیں گے، رقاص، رقص بھول جائیں گے، شراب کی گرم بھٹیاں سرد پڑ جائیں گی، جوئے کے اڈے



ویران ہو جائیں گے، ذرا کوئی مرد خدا غرہ تو لگائے، یاد رکھو کبھی مرد مومن آسمان سے نہیں  
 ٹپکایا جاتا وہ انہیں چٹائیوں سے اٹھتا ہے، اسی چار دیواری سے لگا رہتا ہوا نکلتا ہے، اسی  
 بے سرد سامان کے عالم سے پیدا ہوتا ہے۔

**قوت تاثیر:** ایسی ہی در سگاہ کا ایک سپوت الیاسؑ نام کا خدا کے دین کے لئے  
 تڑپا، امت کے لئے بے چین ہوا لوگوں کی غفلت بھری زندگی دیکھ کر کانپنے لگا اور ایک  
 جنگل جیسے علاقہ میں اس نے ایک آہ بھری، ایک غرہ مستان لگایا تو دنیا نے دیکھ لیا کہ  
 سارے عالم کو اس نے بیدار کر دیا۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں بچا جہاں اس کی آہ و فغاں  
 نہ پہنچی ہو۔ عالم کی کایا پلٹ دی، دور نبوی کے وہ اعمال لوگوں میں بیدار کر دیئے جن  
 کو بھلائے ہوئے زمانہ گزر گیا تھا، ہاتھوں میں تسبیح آئی، قدم مسجد کی طرف اٹھنے لگے،  
 لباس بدلا، سر پر لٹنی آئی، انشاء اللہ، ماشاء اللہ، سبحان اللہ، بارک اللہ کے وہ کلمات  
 جن کو صدیوں کے لٹریچر سے عام نہیں کیا جاسکا تھا، وہ ہر طبقہ کی زبان پر چڑھ گئے،  
 کاش کہ ان در سگا ہوں کے یہ شیر دل شہزادے پھر ایک چھلانگ لگائیں اور اپنی کمتری اور  
 محرومی والے احساس کو جھٹک کر مرد حق کا کردار ادا کرنے کی سعی پیہم میں لگ جائیں تو  
 یقیناً ان در سگا ہوں کی قیمت وصول ہو سکتی ہے۔

**ایک لمحہ فکر یہ:** ہمارے اکابر نے اپنی مخصوص وضع قطع، بود و باش اور  
 لباس کے ذریعہ عوام کے دل و دماغ میں یہ بات بٹھلا دی ہے کہ اسلامی لباس وہ ہے جسے  
 وہ زیب تن فرماتے ہیں، اب سچے و سچے مصلح اور رہبر وہی سمجھے جاتے ہیں جو ان جیسا لباس  
 پہنتے اور ان جیسی وضع قطع میں رہتے ہیں۔

لہذا اگر کوئی طالب علم اپنے علم کی بنیاد پر یہ سوچے کہ فقہ اور حدیث کی روشنی میں  
 ان جیسی تراش خراش اور ویسا لباس کوئی ضروری نہیں، لباس اور وضع قطع میں اسلامی حدود



میں رہتے ہوئے تبدیلی کی بھی گنجائش ہے، اس میں شک نہیں کہ اسلامی دائرہ میں رہتے ہوئے بعض گنجائشیں موجود ہیں مگر یہ گنجائش عوام کے لئے تو گوارہ کی جاسکتی ہیں مگر آپ جو مصلیٰ پر کھڑے ہونے والے ہیں، جمہور و عیدین پڑھانے والے ہیں، قوم کے دینی رہنما کہلانے والے ہیں، لوگ آپ کو نمونہ بنانے والے ہیں، وعظ و ارشاد آپ کی ڈیوٹی ہے آپ کیلئے تو اتقیا، وادب، ہی کا لباس زیب دیتا ہے، پھر جب عوام نے ایک عالم دین کی پہچان کے لئے اکابر کی زندگی کو سامنے رکھ کر ایک فریم تیار کر رکھا ہے، ایک نقشہ قائم کر لیا ہے وہ ہر عالم کو اسی فریم اور اسی لباس میں اپنانے اور استفادے کے لئے منتخب کرنے کے خواہ مخواہ ہیں تو آپ کا فریضہ ہے کہ آپ ان کی تمناؤں پر پورے اتریں اور باوجود شرعی اجازتوں کے عوام کی خاطر اپنے نفس پر جبر کر کے اپنے آپ کو اس فریم میں فٹ کریں اور اسی بود و باش و لباس کو اختیار کریں تاکہ آپ کی امامت، دینی رہبری اور آپ سے استفادہ جاری رہ سکے۔ اس بحث میں قطعاً الجھیں کہ شرعیاً ممنوع کہاں ہے؟ آپ کس کس کو سمجھانے جائیں گے، اس سے بہتر ہے کہ خود ہی اس تبدیلی کو قبول کر لیں، یہ تبدیلی آپ کے لئے اقتصادی طور پر بھی مفید ہے اسلئے کہ کم خرچ اور سادہ زندگی ہی میں نفع ہے اور پھر سینکڑوں ان لوگوں کی عقیدت اور محبت ملے گی جو آپ کو قابل سمجھ کر آپ کی ہدایات پر چلیں گے اور اپنی اصلاح کریں گے، انشاء اللہ اس قربانی پر آپ دنیا و آخرت کی کامیابیوں سے سرفراز ہونگے، ڈھیلے ڈھالے اور سادہ لباس میں ہی ایک عالم بزرگ صفت معلوم ہوتا ہے، ورنہ نئی نئی وضع کی ٹوپیاں، کم نیفے والے، بلار و مالی والے انتہائی چست اور ٹخنے سے نیچے پانچلے، اونچے کرتے، چست استینیں، بیل بوٹے والے کلر و گریبان، رنگ برنگ کی بہار دار لنگیاں، بڑے بڑے پتی بال، انتہائی چھوٹی ڈاڑھی، یہ لباس و ہیئت نہ تو شرعی لباس اور وضع قطع کی فہرست میں آتا ہے اور نہ اکابر کو

دیکھے ہوئے عوام اس طرح کے شخص کو عالم دین ماننے کو تیار، اس طرح آپ اپنی افادیت اور قوت لغو کو برباد نہ کریں، جب بڑے کروڑوں رکھنے والے بادشاہ ولیڈر عوام میں مقبولیت کی خاطر اپنی خواہشوں کو ترک کر کے عوام کے معیار پر اترنے کے لئے اپنے اندر تبدیلی لانے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور سادگی کو اصول زندگی بنا لیتے ہیں اور اس طرح اپنی افادیت کو برقرار رکھتے ہیں، تو کیا آپ دین کی خاطر اپنے جذبات پر کنٹرول کر کے اپنے آپ کو اللہ اور رسول کی نگاہ میں پیارا اور عوام کی نظر میں دلدار نہیں بنا سکتے، ویسے یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے کہ عوام کو بھی اب شبلیؒ اور جنیدؒ کے معیار پر علماء کو بچا پنچنا چھوڑ دینا چاہیے، تھا مگر وہ تو بزرگوں کو معیار قرار دے کر آپ کو رد کرنے کا پہلا تلاش کرتے ہیں تو آپ ان کو یہ موقع کیوں فراہم کرتے ہیں؟ خدا را مغرب کی تقلید چھوڑ دوسروں کی اقتداء کرنے کے بجائے خود دوسروں کے لئے نمونہ بنئے، تمہارے اکابر انہیں ڈھیلے کرتے اور اپنے پاجامے میں یورپ کی یونیورسٹیوں کے اعلیٰ اجلاسوں میں شرکت کر کے اپنا لوہا منواتے رہے ہیں۔

**بڑی اہم ذمہ داری:** اس میں شک نہیں ہے کہ آج اسلام کو اختیار کی ایسی یورشوں سے پالا ہے کہ ایسا نازک وقت کبھی نہ آیا ہوگا۔ ہر روز اسلام کے خلاف مضامین چھپ رہے ہیں، عقلی اعتراضات ہو رہے ہیں، انبیاء اور اسلامی شخصیات کے خلاف کتب میں چھپ رہی ہیں۔ نئے نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ اور آج کے حالات میں اسلام کو ناکافی بتلایا جا رہا ہے، اسکو قدیم، فرسودہ اور حالات کا ساتھ نہ دینے والا بتلایا جا رہا ہے۔ نئے نئے رجحانات پیدا ہو رہے ہیں جن کی یلغار میں اسلامی مسلمات و ہدایات کو ناقص بتلایا جا رہا ہے، عورت کبے عزت، حقیر گردانے کی ذمہ داری اسلام کے سر مٹھی جا رہی ہے۔ اسلامی عقائد پر عقلی تجزیوں کی کسوٹیاں قائم کی جا رہی ہیں اور اپنوں کی مرعوبیت کا عالم یہ



ہے کہ دوسروں کی خوشنودی کی خاطر نصوص میں تبدیلی کی جرأت کرنے میں عار نہیں، ظاہر ہے ان حالات میں معمولی درجہ کا علم رکھنے والے علماء نہیں ٹھہر سکتے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ اسلام کی وکالت کرنے والے علماء علوم میں بے پناہ مہارت پیدا کریں، ان کی تحریر سنجیدہ مدلل اور واضح ہو، ان کے بیانات میں شگفتگی، متانت اور عقلی تجزیہ ہو، وہ اسلامی نصوص کی برتری اور ان کی حقانیت کو اس طرح ثابت کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں کہ عقلیت زدہ طبقہ کو ملنے بغیر چارہ کار نہ رہے، عدالت ان کی معقولیت کا اقرار کر کے ان کی حمایت میں فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جائے وہ قوت دہل سے ہاؤس کو خاموش کر سکیں اور اسلام مخالف بل کو پاپس ہونے سے روک سکیں۔

کو علمی بھی فادیت سے خالی نہیں؛ لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ ذہنی کمزوری یا اپنی غفلتوں کی وجہ سے جو طلبہ ماہر علماء نہ بن سکے تو وہ بیکار اور قوم کیلئے ننگے عار ہیں۔

بلکہ واقعی یہ ہے کہ ایسے کم علم علماء کی افادیت بھی کم نہیں ہے، یہ چھوٹے چھوٹے مکاتب، گھاؤں کی مساجد، غریبیتوں کے بچوں کو معمولی تنخواہ پر پڑھانے والی قیمتی جماعت ہے جو بنیاد میں بھرے جانے والے پتھروں کا کام دیتی ہے۔ اگر سب ہی لوگ قابل ہو جائیں تو وہ معمولی دیہات کے بجائے شہروں کا رخ کریں گے۔ بڑی بڑی تنخواہ چاہیں گے، تو پھر ان دیہات کا کیا ہوگا؟ دس گھر کی بستی میں امامت کون کر لے گا؟ یہ بیچارے معمولی استعداد کے لوگ صبر و شکر سے ان جگہوں پر خدمت انجام دیکر غریب مسلم بچوں کو دین کی بنیادی تعلیم دے کر بہت بڑی خدمت انجام دیتے ہیں، بہر حال جس طرح سالم اینٹ مکان کی تعمیر میں کارآمد ہے، اسی طرح اینٹ کے ٹکڑوں کے بغیر بھی عملدہ کی تعمیر دشوار ہے، ان کی بھی فادیت ہے جو دیوار کے غلوں اور بنیادوں میں بھرنے کے کام آتے ہیں جو سال کو پچھڑ کر دیوار کو

مضبوط بناتے ہیں اس لئے کم استعداد فارغین کو ناکارہ نہ سمجھا جائے یہ سپاہی ایسی جگہوں پر ڈیوٹی انجام دیکر اپنی افادیت قائم کئے ہوئے ہیں جہاں کوئی دوسرا کام نہیں کر سکتا۔

**نسبت کی بلندی :** جیسے مسجد اہلہ کا گھر ہے اسی طرح مدرسہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر ہے، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجمع میں تشریف فرمانا چاہتے تو طالبان علوم نبوت کے حلقہ میں تشریف لاتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کو جو لوگ حاصل کر رہے ہیں ظاہر ہے کہ وہ بڑی نسبت کے حامل ہیں، جیسے مال کی وراثت کے لئے نسب کا ثبوت ضروری ہوتا ہے، ایسے ہی علوم کی وراثت کے لئے نسبت کا ثبوت ضروری ہوتا ہے۔ علم میں سند کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ حدیث بیان کرنے والا اپنے علوم کے سلسلہ کو اپنے اساتذہ کی وساطت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا ہے، اس طرح یہ علماء کرام بالواسطہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھتے ہیں جو اس قابل ہے کہ اس کا پورا احترام کیا جائے۔





## مَنْظَرُ الْأَقَامَةِ قِيَامُ الْفِعْلِ

دارالاقامہ میں رہنے کے پچھے میں خود کاری کی عادت پڑتی ہے، چونکہ وہ ماں باپ سے دور ہو جاتا ہے تو اپنے سب کام خود کرنے پڑتے ہیں، اپنے پیسوں کو حفاظت سے رکھنا، پھر ان کو احتیاط سے اپنی ضرورت کے مطابق خرچ کرنا، پس انداز کرنا، اپنے کپڑوں کو دھونے اور دھلونے کی فکر، پھٹ جائیں تو سلوانے کی فکر، اپنے سامان کی حفاظت، اس کی دیکھ ریکھ، دوسرے غیر رشتہ دار اجنبی بچوں کے ساتھ رہنے سہنے کا سلیقہ، ان کے ساتھ کھانے پینے اور برتاؤ کے ڈھنگ، پھر مدرسہ کے قوانین کی پابندی، ان سب باتوں کا خیال گھر رہتے ہوئے ماں باپ اور بھائی بہن کی موجودگی میں قطعاً نہیں ہو پاتا، ماں باپ خود سب باتوں کی فکر کرتے رہتے ہیں وہ گویا ہر کام خود کر دیتے ہیں یا اپنی نگرانی میں یاد دلادلا کر کرتے ہیں مگر دارالاقامہ میں خود فکر کر کے یہ کام کرنے پڑتے ہیں، اپنے آپ کو ایک ذمہ دار اور فکر مند بنا کر رکھنا پڑتا ہے، اپنے کمرے، بستر اور کپڑوں کی صفائی اور سامان کی بجاوٹ خود کرنی پڑتی ہے، کبھی کبھی ناشتہ یا کھانا پکانے کی نوبت آجاتی ہے اسی طرح اپنی بیماری، دوا، علاج، پرہیز وغیرہ کا خود خیال رکھنے کی عادت پڑ جاتی ہے اور ان سب فکروں کیساتھ گھر کے حالات کو جاننا اور اپنے حالات سے گھر والوں کو مطلع کرنا ایک مستقل فکر رہتی ہے۔ اس کے لئے دونوں طرف سے خطوط کا سلسلہ ہماری رہتا ہے جس سے خط لکھنے اور پڑھنے کا سلیقہ پیدا ہو جاتا ہے جو گھر رہتے ہوئے نہیں ہو سکتا۔ کسی واقعہ کو تحریر میں کس طرح لائیں اس کا آہستہ آہستہ سلیقہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر مانباپ تعلیم یافتہ ہوں تو ان کے خطوط پڑھ پڑھ کر اس سلیقہ میں اور جلاء پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سفر کرنے اور اس کی تیاری کرنے اور اس میں احتیاط یہ سب باتیں خود زمانہ



اور حالات اس کو سکھلا دیتے ہیں بہر حال گھر کی زندگی میں ماں باپ کی ہر وقت کی موجودگی اور خیال رکھنے کی وجہ سے جو بے فکری تھی وہ جب نہیں رہی تو بچہ خود کاری اور خود اعتمادی کا نوگر ہو جاتا ہے اور اتنے بڑے ماحول میں رہ کر اس کو دوسرے اچھے بچوں سے جو مختلف گھرانوں سے مختلف صلاحیتیں اور استعدادیں لے کر آتے ہیں، ان سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ ایسے ان کو دیکھ کر مسابقت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، احساس کمتری دور ہوتا ہے اور حوصلہ و ہمت پیدا ہوتی ہے، بولنے چالنے کے سلیقے پیدا ہوتے ہیں، سب کے ساتھ کھیل کود سے صحت بھی اچھی ہوتی ہے۔ گھر سے دور ہو جانے کی وجہ سے صرف تعلیم کیلئے اپنے آپ کو فارغ پا کر اور خانگی الجھنوں اور ان کاموں سے جو گھر میں اسکو مشغول رکھتے ہیں (مثلاً گھر کے افراد کی تیمارداری، مہمانوں کی آمد و رفت، رشتہ داروں اور محلہ میں شادی بیاہ کی تقریبات، موت و حیات، خوشی و درخ کے جھیلے وغیرہ) فارغ ہو جاتا ہے اسلئے بیکسٹی کیساتھ اپنے تعلیمی مشغلے میں زیادہ سے زیادہ وقت دے سکتا ہے اور اعلیٰ استعداد پیدا کر سکتا ہے۔ دور رہنے سے ماں باپ کی یاد آتی ہے اس کی وجہ سے ان سے محبت بڑھتی ہے اور یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم ان کی خدمت نہیں کر پا رہے ہیں وہ ان کے لئے دعائیں کرتا ہے اور ان کو بھی دعاؤں کیلئے لکھتا رہتا ہے جب کہ گھر رہتے ہوئے ان باتوں کا احساس بہت ہی کم ہوتا ہے۔ اسی طرح اپنے آپ کو پڑیس میں بے یار و مددگار پا کر لڑنے جھگڑنے سے ڈرتا ہے ایسے موقع پر برداشت اور تحمل کی بھی عادت ہو جاتی ہے، سب کیساتھ نماز وغیرہ کی بھی عادت پڑ جاتی ہے۔ غریب دے کس بچوں کو دیکھ کر اپنے حال پر شکر کرنے اور اپنے مانتا پ کی طرف سے مالی کفالت کی قدر ہوتی ہے اور کمزوری کی مدد کرنے اور اپنے خرچ میں سے بچا کر ان پر خرچ کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے بچوں کی کامیابیوں اور اس پر ان کی ستائش اور عزت دیکھ کر خود بھی ایسی کامیابیوں کے حصول کا شوق



پیدا ہوتا ہے۔ کمرے کے ساتھیوں کے حقوق کا خیال، انکی خدمت، انکے مزاجوں کے مطابق  
برتاؤ، لینے دینے میں اپنی گنجائشوں کو سامنے رکھ کر برتاؤ، دکھ درد میں تعاون، ان کی بے  
اصولیوں اور سختیوں کو برداشت کرنا، ان کی بری عادتوں سے بچنا وغیرہ بہت ساری باتوں  
کا سلیقہ پیدا ہو جاتا ہے۔

## غَيْرُ مَنْظَرٍ إِلَّا لِقَامَهُ مَائِنٌ

قیام کے بعض وہ نقصانات جو اصلاح کی خاطر لکھا جا رہا ہے۔

جب بچہ گھر چھوڑ کر (جہاں وہ ایک بندھنے ماحول میں رہتا تھا جہاں  
کوئی بھی اس کے لئے اجنبی نہیں تھا) دارالاقامہ میں آتا ہے تو اس کو سب اجنبی اور نامانوس  
ساتھیوں سے پالا پڑتا ہے۔ مختلف جگہ سے لئے ہوئے مختلف خاندانوں اور مختلف عادات  
اخلاق والے طلبہ کیساتھ رہنا سہنا پڑتا ہے کچھ دن میں وہ اس ماحول سے مانوس ہونے لگتا  
ہے مگر اسی کے ساتھ ساتھ اس میں اپنے ساتھیوں، اپنے کمرے کے مقیم دوستوں کی عادات  
آنی شروع ہو جاتی ہیں، گھر کے لوگوں کی طرح روک ٹوک کرنے والے یہاں نہیں ہوتے اسلئے  
گپ شپ میں وقت گزارنے، تعلیم سے صرف مناجات تعلق رکھتے ہیں اور مدرسہ  
کے انتظامیہ سے نظریں چیرا کر ادھر ادھر گھومنے جلنے کیلئے پروگرام بنائے جاتے ہیں بہر حال  
کافی روک ٹوک نہ ہونے کی وجہ سے یہ سب باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ادھر یہ گھر میں بھائی بہن  
کیساتھ رہتا تھا جہاں ہر چیز ساتھ ملکر آپس میں بانٹ کر کھائی جاتی تھی، اپنا پرایا نہیں  
سمجھا جاتا تھا، ہر ایک بے تکلف دوسرے کی چیز استعمال کر لیتا تھا، اب یہاں گھر سے دور  
دارالاقامہ میں رہتے ہوئے اس بچہ کو دوسرے بچوں سے اپنا سامان، اپنے کپڑے، اپنا پیسہ،



اپنی کھانے پینے کی چیزیں الگ رکھنی پڑتی ہیں اور تنہا اپنے اوپر صرف کرنا پڑتا ہے جب ایک مدت اس پر گزر جاتی ہے تو اس میں تنہا خوری، انفرادیت اور صرف اپنی فکر کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اب وہ جب گھر جاتا ہے تو وہاں بھی بھائی بہنوں کیساتھ پہلے کی طرح مل جل کر نہیں رہتا، اب اس کو اپنی ہر چیز الگ رکھنے اور الگ کھانے کی عادت پڑ چکی ہے وہ بات بات پر لڑنے لگتا ہے، اپنی چیز سے ہاتھ لگانے پر خفا ہو جاتا ہے وہ اپنے لئے تنہا زیادہ خرچ کا مطالبہ کرتا ہے۔

نیز اس میں دارالاقامہ میں رہ کر خود پسندی اور بڑائی پیدا ہو جاتی ہے وہ اپنے کو باوجود عمر میں چھوٹا ہونے کے بڑا سمجھنے لگتا ہے اگر کوئی نامناسب بات دیکھتا ہے تو ایسے ڈانٹتا ہے گویا وہ کوئی عمری اور گھر کا بڑا ہے جس سے دوسرے بھائی بہن اس کو اپنے سے دور اور آہستہ آہستہ اجنبی سمجھنے لگتے ہیں۔ دارالاقامہ میں چونکہ مختلف قوموں کے طلبہ آتے ہیں اسلئے بعض وہ برائیاں بھی اس میں پیدا ہو جاتی ہیں جن کا گھر کے ماحول میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ پھر دور رہنے سے گھر کے افراد اور بھائی بہنوں کیساتھ محبت بھی صرف عقلی رہ جاتی ہے وہ جو روزمرہ ایک دوسرے کا خیال رکھنے اور ساتھ کھانے پینے اور رہنے سہنے سے دلی محبت پیدا ہوتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ بعض مرتبہ دارالاقامہ میں غلط طلبہ کیساتھ رہائش کی وجہ سے اسکی زبان پر بھی اثر پڑتا ہے وہ زبان نہیں دیتی جو خاندانی پختل میں گھر کے ماحول سے پیدا ہوتی ہے جہاں تک مدرسوں کا تعلق ہے آج کل بعض مدرسہ والے درس و تدریس کے وقت ہی میں طلبہ کو کچھ نصائح کرتے ہیں۔ دارالاقامہ کے اوقات مدرسہ کی گرفت سے باہر ہوتے ہیں زیادہ سے زیادہ اتنا ہوتا ہے کہ نمازوں کو کہہ سن کر یا مار پیٹ کر پڑھوایا جاتا ہے یا کہیں جاتا ہے تو اطلاع دیکر رخصت میسر کر جانے پر زور دیا جاتا ہے مگر بعض دفعہ ان باتوں پر بھی غیر معمولی سختی کے غلط نتائج نکلتے ہیں کہ رخصت چھوٹے پر باز پرس کے خوف سے پچھتے بے وضو



یابے غسل ہی نماز میں اگر شریک ہو جاتے ہیں بعض کی رکعت چھوٹی ہوتی ہے مگر وہ سلام پھیر دیتے ہیں یہ دکھلانے کیلئے کہ ہماری رکعت نہیں گئی اسی طرح ہوا جازت لیس کر کہیں جلتے ہیں وہ وہاں جا کر کیا کرتے ہیں اس کی نگرانی انتہائی مشکل ہے۔ ہر مدرسہ میں نگران علیحدہ سے رکھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اور شریعت کے نگران کو بھی اپنا بنالیتے ہیں، بہر حال دارالافتاء کی رہائش جہاں اپنے اندر بعض صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا ذریعہ ہے وہیں اگر سخت نگرانی نہ ہو تو بہت سی غریبوں کا بھی سرچشمہ ہے۔ مگر مجموعی اعتبار سے فوائد کا پہلو نقصان پر غالب ہے اور کچھ برائیوں کو برداشت کر کے اگر کسی بڑی خیر کو حاصل کیا جاسکتا ہے تو اس کو حاصل کرنا ہی ضروری اور عقل کی بات سمجھی جائے گی۔ پھر یہ بچپن کی بے فکری سے پیدا ہونے والی وہ غفلتیں ہیں جو کچھ تو فطری ہیں، کچھ اس وقت کے تقاضے سے رونما ہوتی ہیں جیسے جیسے علم اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور ذمہ داری آتی ہے تو خود بخود عادتیں چھوٹ جاتی ہیں اور اوقات منظم ہو جاتے ہیں اور انسان خود گزشتہ کی حرکات پر ناام ہو کر آئندہ کی استواری کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے بلکہ دیکھا یہ گیا ہے کہ جو بچپن میں زیادہ شریر اور خراب تھے، بڑے ہو کر جب ان کو صحیح رخ کی توفیق ملی تو اپنی چھائی اور بھلائی میں سب سے آگے نکل گئے، ان کی ذہانت اور طبیعت کی تیزی اور قوت اب خیر کے کاموں اور مجاہدات میں صرف ہونے لگتی ہے۔ بہر حال اس قوت کا ازالہ نہیں ہوتا مگر امال ہو جاتا ہے اسلئے اوپر لکھے خطرات کی وجہ سے بچوں کو اپنٹھ رکھنا اور علمی ماحول اور تعلیم گاہ میں بھیجے گئے گریز کرنا مناسب نہیں ہے البتہ نگرانی اور اچھے ماحول کے انتخاب سے غفلت نہ برتنی چاہیے، بار بار کی خبر گیری اس کے اساتذہ سے، رابطہ اہل مدرسہ کے خیر خواہانہ مشوروں کے مطابق عمل کرنے سے بہت سی غریبوں سے بچایا جاسکتا ہے۔ پھر خود اولیاء کی اپنی توجہ، دعائیں اور نیک زندگی بھی بچوں کو اچھی توفیق کے لئے میں مسین و مددگار ہوتی ہیں، بہت زیادہ لاڈ و



میں رہتے ہوئے تبدیلی کی بھی گنجائش ہے، اس میں شک نہیں کہ اسلامی دائرہ میں رہتے ہوئے بعض گنجائشیں موجود ہیں مگر یہ گنجائش عوام کے لئے تو گوارہ کی جاسکتی ہیں مگر آپ جو مصلیٰ پر کھڑے ہونے والے ہیں، جمہور و عیدین پر ٹھلنے والے ہیں، قوم کے دینی رہنما کھلانے والے ہیں، لوگ آپ کو نمونہ بنانے والے ہیں، وعظ و ارشاد آپ کی ڈیوٹی ہے آپ کیلئے تواقیاء و اولیاء ہی کا لباس زیب دیتا ہے، پھر جب عوام نے ایک عالم دین کی پہچان کے لئے اکابر کی زندگی کو سامنے رکھ کر ایک فریم تیار کر رکھا ہے، ایک نقشہ قائم کر لیا ہے وہ ہر عالم کو اسی فریم اور اسی لباس میں اپنانے اور استفادے کے لئے منتخب کرنے کے خوگر ہو چکے ہیں تو آپ کا فریضہ ہے کہ آپ ان کی تمنائوں پر پورے اتریں اور باوجود شرعی اجازتوں کے عوام کی خاطر اپنے نفس پر جبر کر کے اپنے آپ کو اس فریم میں فٹ کریں اور اسی بود و باش و لباس کو اختیار کریں تاکہ آپ کی امامت، دینی رہبری اور آپ سے استفادہ جاری رہ سکے۔ اس بحث میں قطعاً انہیں کہ شرعیہ ممنوع کہاں ہے؟ آپ کس کس کو سمجھانے جائیں گے، اس سے بہتر ہے کہ خود ہی اس تبدیلی کو قبول کر لیں، یہ تبدیلی آپ کے لئے اقتصادی طور پر بھی مفید ہے اسلئے کہ کم خرچ اور سادہ زندگی ہی میں نفع ہے اور پھر سینکڑوں ان لوگوں کی عقیدت اور محبت ملے گی جو آپ کو قابل سمجھ کر آپ کی ہدایات پر چلیں گے اور اپنی اصلاح کریں گے، انشاء اللہ اس قربانی پر آپ دنیا و آخرت کی کامیابیوں سے سرفراز ہونگے، ڈھیلے ڈھالے اور سادہ لباس میں ہی ایک عالم بزرگ صفت معلوم ہوتا ہے، ورنہ نئی نئی وضع کی ٹوپیاں، کم نیفے والے، بلار و مالی دالے انتہائی چست اور ٹخنے سے نیچے پاؤں تک، اوپن کرتے، چست آستینیں، بیل بوٹے والے کلر و گریبان، رنگ برنگ کی بہار دار انگلیاں، بڑے بڑے پتی بال، انتہائی چھوٹی ڈاڑھی، یہ لباس و ہیئت نہ تو شرعی لباس اور وضع قطع کی فہرست میں آتا ہے اور نہ اکابر کو



## چند ضروری ہتھیار

(۱) طالب علم کو اس طرح رہنا چاہیے کہ جس سے وہ نیک، ہندب اور تعلیم یافتہ آدمی معلوم ہو اس کے پاس کاغذ، پینسل، رولات، پین، کاپی، کتابیں، فٹ اسکیل، ربرٹ وغیرہ، لکھنے پڑھنے کی ضرورت کی سب چیزیں ہوں، وہ جس جگہ رہتا ہو وہاں کے سامان اور ماحول سے ایسا معلوم ہو کہ یہاں تعلیم یافتہ آدمی رہتا ہے، اسکی جیب میں قلم اور کاغذ ہو، ایسا نہ ہو کہ جیب میں کھنگا، آئینہ اور کمرے میں عیش کے سارے سامان ہوں۔ مگر نہ ہو تو قلم کاغذ اور کتاب نہ ہو اس کی اپنی ڈائری ہونی چاہیے، جس میں اس کی دوسری یادداشتوں کے علاوہ یہ تحریر بھی ہو کہ کتنے روزے یا کتنی نمازیں قضا باقی ہیں؛ تاکہ اسی حساب سے اسکی ادائیگی ہو اور وہ صاحب ترتیب ہے۔ یہ مدارس کا فیض ہے کہ طالب علم اگر چاہے تو ذرا سی توجہ سے صاحب ترتیب بن سکتا ہے۔ یہاں نمازوں کا قضا ہونا عام طور سے دشوار ہوتا ہے اور اگر ہو جائیں تو ان کی تعداد اتنی کم ہوتی ہے کہ بہت جلد ان کو قضا کر کے صاحب ترتیب بن سکتا ہے۔

(۲) طالب علم کی زندگی پاکیزہ، صاف ستھری اور با اصول ہونی چاہیے اور یہ ہر دور میں ایسا اختیار رہا ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکا۔ خدا ترسی، خوفِ آخرت، اپنا محاسبہ، خدمتِ خلق کا جذبہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق، اپنے مسلک کیساتھ قوت سے وابستگی، انابت الی اللہ اپنے کام کی لگن اور صحت، یہ سب وہ اوصاف ہیں جو طالبانِ علوم نبوت کی اہم قدریں ہیں جن کی قوت ہر دور میں مسلم رہی ہے۔

(۳) مگر افسوس صد افسوس وہ طالبانِ علوم نبوت جنکے تقدس کی قسمیں کھائی جاتی تھیں آج شیطان نے اس قدموں کی جماعت سے بھی کچھ ایسی حرکات صادر کرائے ہیں کامیابی حاصل کر لی ہے جو دینی مدارس کیلئے، ننگ اور عار ہیں۔ اپنے بڑے اور مریدوں پر بے اعتمادی

تعلیم سے لاپرواہی اور بعض ایسی غفلتیں ان مہمانان رسول سے ہو جاتی ہیں جن کا دل غ  
دھونا دشوار ہوتا ہے۔

(۳) یقیناً ایسی غفلت برتنے والوں کی تعداد بہت ہی کم ہے مگر شاہی علوم کے  
حامل شہزادوں کے پیرہن پر ایک معمولی داغ بھی انکو رہبر اور قائد تسلیم کرنے والوں کو ظن  
کرنے کے لئے کافی ہے۔

عزیزو! خدا کا کھلا کھلا احسان بمانو کہ اس نے ہزاروں لاکھوں انسانوں میں سے  
آپ کو اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کیلئے منتخب کر لیا اور والدین کو یہ توفیق  
بخشی کہ وہ آپ کو اس جگہ تک پہنچائے، جہاں یہ قیمتی وراثت تقسیم ہوتی ہے اور ایسے لوگوں  
سے ملتی ہے جن کا سنی سلسلہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ اس طرح  
گویا بالواسطہ درگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے۔

(۵) یہ انہیں درگاہوں کا فیض ہے کہ آپ ڈاڑھی منڈانے، شراب پینے، عریاں لباس  
پہن کر گھومنے یا اس قسم کے اور گناہوں سے محفوظ ہیں، اسلامی وضع قطع اور لباس اسی فضا  
کی دین ہے، اسلاف کے کارنامے آپ کے راستے کے سنگ میل ہیں۔ آپ کی نگاہ ایسی  
پاک ہے جو بلوغ کے بعد سے کسی غلط جگہ پر نہیں پڑی، پاکیزہ نگاہ کا اثر کتنے قلوب  
کی دنیا بدل سکتا ہے، اس کا اندازہ صاحبِ باطن ہی کر سکتا ہے۔

(۶) حضرت گنگوہیؒ کی فقہی بصیرت، حضرت نانائونویؒ کا علم کلام، حضرت  
مجازیؒ کی حکمت اور اصلاح، علامہ شبیر عثمانیؒ کی تحقیقات، علامہ شبلیؒ کی سیرت  
نگاری، علامہ سید سلیمانؒ کی ادبی و علمی کاوشیں، مولانا آزادؒ کی سیاسی بصیرت، مولانا حفظ  
الرحمنؒ کی جرأت و بیباکی، مولانا حسین احمدؒ کا در کف، جام شریعت، در کف سندان  
عشق کردار، مولانا زکریاؒ کی شروحات حدیث اور مولانا علی میاں کا داعیان کردار اور



عربی زبان پر غیر معمولی دسترس، آپ کے اسلاف کا وہ اسوہ اور نمونہ ہے جو آپ کو دعوتِ عمل دے رہا ہے، کاش کہ آپ انہیں شاہراہوں کو اپنے علمی و عملی سفر کے لئے منتخب فرمائیں تو یہ ایک قابلِ قدر اقدام ہوگا۔

(۷) ورنہ ناکام کمیونزم کے ریگ زار میں سرمدی حقیقتوں کی تلاش یا سوشلزم کے دامن میں حقائق کی جستجو، افسانہ کی خاکستریں دل بیدار کی کھوج، ناول کی دنیائے غم میں مسرتوں کی جو پائی اور چلے چلائے عنوانات کی لے میں فلمی کاروبار کا آغاز، نہ آپ کی منزل اور نہ صحیح سمت کی طرف اسٹھنے والے آپ کے قدم، آپ کی کامیابی قرآن کی تفسیر، حدیث کی شرح، فقہی شرف نگاہی، اسلامی علوم کی ترجمانی اور انجی اشاعت، دنیا کا ذرہ ذرہ آپ کی سخاوت کا منتظر ہے غضب ہوگا اگر آپ نے دریوزہ گری کیلئے خود اپنا ہی دامن پھیلا دیا۔

دینے والے لینے کے لئے ہاتھ پھیلائیں یہ ایک سانچہ ہے اور خلائے بسیط میں انسانی سفر زیادہ تعجب انگیز بات، یاد رکھیے، جب آپ غیروں کے درپہ ناصیہ فرسانی کرتے نظر آئے تو وہ دن تاریخ کا ایک بھیاںک روز اور آپ کی بھرپور صلاحیتوں کے لئے موت کا ایک طویل سایہ ہوگا، اور جسوقت آپ کی زمبیل علم و اسکا ہی سے دوسرے خوش چین ہونے لگے تو وہ نعمتِ شادمانی کا دلاؤ نیز ترنم، غیروں سے اشنائی، شامِ رسوائی کا آغاز اور اپنوں سے نزدیکی شبِ فصل کی ایک مہمید، ایک تعمیر کا سنہرا باب، دوسرا تخریب کا دلدوز منتظر جس قلم میں ندرت نہیں جس تحریر میں ثقاہت نہیں جو انشاءِ تخلیق کا نمونہ بن کر سامنے آئے اور جس نگارش میں علم و عرفان چمکتا دکھائی دے لے دیر یا بُرد کر دیجئے، یہ کھوٹے سکے ہیں بازار میں چلنے والی نقدی نہیں۔

(۸) جن طلبہ، کرام کو اللہ تعالیٰ نے قوی حافظ اور اچھا ذہن بخشا ہے ان کو چلیے کہ وہ زمانہ طالب علمی میں محنت سے پڑھیں، اسباق کی پابندی کریں، پہلے سے مطالعہ

کمر کے سبق میں جائیں، سبق کو توجہ کے سنیں، جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کو استاذ سے ضرور پوچھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں، محاشیہ اور عبارت غور سے دیکھا کریں، سبق کا روزانہ مذاکرہ کریں، اردو شروحات کی بجائے عربی شروحات دیکھنے کی عادت ڈالیں۔ درجہ ۳-۴ تک اپنی نحوی، صرفی اور عربی استعداد کو پختہ کرنے کی پوری کوشش کریں، غیر تعلیمی مشاغل سے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ بچائیں، مدرسوں کے انتظامی امور میں جو اکھاڑ پکھاڑ بعض جگہ چلتی رہتی ہے اس سے پوری طرح دور رہنے کی کوشش کریں، روکھا سوکھا جو بھی ملے کھاپی لیں، انشاء اللہ اس مجاہدہ کی برکت سے اُنندہ اللہ بہت اچھا کھلائیے گا۔ کتابوں، اساتذہ اور درس گاہ و مسجد کا ادب کریں، اساتذہ کی اگر کوئی خانگی خدمت کرنی ہو تو اسی حد تک کریں کہ اسباق کی حاضری، مطالعہ اور مذاکرہ متاثر نہ ہو، اساتذہ کو بھی ان کی تعلیمی مصروفیات کا خیال رکھ کر خدمت سپرد کرنا چاہیے، عموماً اساتذہ ایسا ہی کرتے ہیں مگر بعض مرتبہ اس میں فرو گذاشت بھی ہو جاتی ہے۔

(۹) اچھی اور مفید کتابوں کا ہی مطالعہ کریں۔ جب تک علم پختہ نہ ہو اس وقت تک ہر مصنف کی کتابیں نہ پڑھیں، تحریر کو خوشخط بنائیں، زیادہ سونے سے پرہیز کریں، اوقات کو منظم رکھیں اور وقت کو ضائع نہ ہونے دیں۔ فنون کی کتابیں ضرور پڑھ لیں۔ تکرار کرانے سے تدریس کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، جس بات کو سمجھ لیا گیا ہے اس کو لکھا بھی کریں، اس طرح سمجھنے کی بھی عادت ہو جائے گی۔ آج کے دور میں تحریر بہت ضروری ہے، تصنیف کا فائدہ دائمی ہوتا ہے، مرنے کے بعد بھی تحریر کا فائدہ جاری رہتا ہے۔ اپنے آپ کو بڑی صحبتوں سے بچائیں، دوست کم بنائیں، جن سے دوستی ہو وہ علم کے شوقین اور بااخلاق ہوں، ساتھیوں سے گپ شپ کی بجائے علمی بحث و مذاکرہ کریں۔ زیادہ بکواس نہ کریں، کٹ جت نہ بنیں، صاف ستھرا ذہن رکھیں، پکڑے صاف ستھرے اور سادہ ہینس، بناؤ سنگار اور فیشن سے بچیں، زبان کو مسیاری بنائیں، بازاری



الفاظِ بولیں۔ رکنِ سہن، چال ڈھال میں علماء کے وقار کو اختیار کریں، لڑائی، جھگڑے سے  
 بچیں، اپنے اخلاق بلند کریں، سپہِ بولنا کی قیمت پر نہ چھوڑیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تعلق  
 مع اللہ، انابت الی اللہ اور تواضع و عاجزی کی عادت ڈالیں، دعا، نماز، روزہ اور شب  
 خیزی پر محنت کی سے عمل کریں، زیادہ استلاط سے پرہیز کریں، جب تک ایک درجہ میں  
 پہنچ گئی اور اعلیٰ جمہرات سے کامیابی نہ ملے تب تک آگے کے درجے میں ہرگز نہ جائیں، چاہے  
 تعلیم میں ۲-۴ سال زیادہ لگ جائیں، تعلیمی ضروریات اور کتابوں کا ذخیرہ ضرور محفوظ بہت وقت  
 اپنے پاس رکھیں، جنرل معلومات بھی حاصل کریں، اس کے لئے تعلیمیافتہ لوگوں سے ملے رہنا اور  
 مسلمان کتابوں کا مطالعہ مفید ہے، شروع شروع میں کتاب کا مطالعہ جہراً کریں تاکہ صحیح تلفظ  
 کا پتہ چلے، اساتذہ سے الفاظ کے صحیح تلفظ اور معانی معلوم کرنے میں درجہ بعض مرتبہ لوگوں  
 کے سامنے غلط بولنے پر غصہ پیش آتی ہے۔

(۱۰) کسی مدرسہ میں مدرس بن جانے کے بعد شروع میں ابتدائی مکتب سے تدریس شروع  
 کریں، اس سے استعداد بن جاتی ہے، بڑی کتابوں کی حرص نہ کریں، چھوٹی سے چھوٹی کتاب  
 بھی بلا مطالعہ نہ پڑھائیں، سبق پر وقار اور پیر اعتماد انداز میں پڑھائیں، سبق کو آسان اور  
 دلچسپ انداز میں پڑھائیں، طلبہ کی استعداد اور نفسیات کا ضرور خیال رکھا جائے، ہنسی مذاق  
 فحش باتیں رعب ختم کر دیتی ہیں۔ طلبہ پر مؤثر نہیں، بار بار انتظامیہ سے ان کی شکایات  
 کی عادت انہیں دشمنی کا جذبہ پیدا کر دیتی ہے۔

(۱۱) مستند اہل علم کی کتابیں مطالعہ میں رکھیں، خوب مطالعہ کر کے پڑھائیں، سبق  
 حتی الامکان پابندی سے پڑھائیں، اور طلبہ کیلئے درس اور درس سے باہر اپنے اعلیٰ  
 اخلاق و کردار سے قابل تقلید بن کر رہیں۔ طلبہ کے سامنے اپنی مادی ضرورتوں، غربتوں اور  
 پریشانیوں کا کبھی تذکرہ نہ کریں اور اگر وہ اپنی ان دشواریوں کا تذکرہ کریں تو ان کو اللہ کی

طرف متوجہ ہونے، دعا کرنے، خدا پر بھروسہ کرنے اور صبر و تحمل کی تلقین کریں اور کہیں کہ اپنے مصائب سوائے خدا کے کسی اور کے سامنے بیان نہ کرو۔ یہ علماء کی شان کے خلاف ہے۔

(۱۲) سادگی، قناعت، کفایت شعاری، بے غرضی، عدم حرص ان صفات کو اپنے اندر بھی پیدا کریں اور طلبہ کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔ اسٹاف میں مراتب کے لحاظ سے ہر ایک سے اچھا برتاؤ کریں، دلی محبت رکھیں، کسی سے بھی بدگمان نہ ہوں۔ کچے کانوں کے ذہنیں، بختس نہ کریں، ہر ایک سے حسن ظن رکھیں، تعلیٰ اور ترفع کا اظہار نہ کریں۔ بھی کا مذاق نہ اڑائیں، غیبت سے سخت پرہیز کریں، جوڑ توڑ کی گندی سیاست، اٹھک پٹھک اور شکوے شکایت اور انتظامیہ کے خلاف درس میں جملہ کتنا، عیب نکالنا، ان کے خلاف بلاوجہ فضا بنانا، سازشیں کرنا، یہ سب باتیں پورے علماء و درگ کو بدنام کرنے کی باتیں ہیں، اس سے دنیا بھی بگڑتی ہے اور آخرت بھی برباد ہوتی ہے اگر کوئی عندالہ مقبول ہو تو اس کی بددعا ساری زندگی برباد کر دیگی۔ زیادہ سے زیادہ مصلیٰ لو کر کے طلبہ کو افادہ کریں، اچھے علماء اور مدرسین تیار کریں، یہ ہی اصل خدمت ہے، ملازمت کے ذہن کو ختم کر کے خدمت کی نیت رکھیں۔

(۱۳) اگر کسی دوسرے ملک میں خدمت کیلئے بجائیں تو وہاں امامت و تدریس کے علاوہ جن کا علم بخت ہے ان کو وہاں گئے ہوئے یا آباد مسلمانوں کو مغربی اور یورپی تہذیب اور اسلام مخالف خیالات سے بچانے کی کوشش کرنا چاہیے۔ ان کو وقت فوقتاً صحیح اسلامی تعلیم سے آگاہ کریں، مستند اور صحیح لٹریچر وہاں کی زبان میں تیار کران تاکہ پہنچائیں، ان سے رابطہ رکھیں، اس ملک میں اسلام مخالف جو تحریک چلے یا لٹریچر شائع ہو تو اس کی خسرانی سے لوگوں کو آگاہ کریں، اس کے جوابات دیں اور شائع بھی کرائیں، وہاں کی لائبریریوں میں



جہاں نوجوان جا کر مڑا لو کرتے ہیں اسلامی مستند لٹریچر پہونچانے کی کوشش کریں۔ وہاں کے ذرائع ابلاغ پر نگاہ رکھیں۔ اگر کوئی ایسی چیز نظر آئے جو لوگوں کے عقائد و اعمال کے لئے مضربے تو فوراً مسلمانوں کو اس کی مسخرت بتلائیں، نیز اگر ممکن ہو تو نشر کرنے والے حکمرانے احتجاج بھی کریں، اسی کے ساتھ اپنا لقب دی پہلو مضبوط رکھیں۔ انابت الی اللہ، ذکر و شغل جاری رکھیں کہ اس کے بغیر کامیابی مشکل ہے، بے غرض اور مخلص خدام ہی لوگوں کے دلوں میں جگہ پاتے ہیں۔ اور اللہ کے محبوب بنتے ہیں۔ دوسروں کی اصلاح کرنے والوں کو اپنی اصلاح کی فکر پہلے کوئی چاہیے، تشدد اور سخت کلامی سے بچنا چاہیے اور اصلاح بتدریج ہوتی ہے اس کو نہ بھوننا چاہیے۔ ہر ملک کے لوگوں کی کچھ اپنی نفسیات ہوتی ہیں، اس بات کو اور وہاں کی دشواریوں کو سامنے رکھ کر ہی اصلاح کا طریقہ کار متعین کرنا چاہیے

(۱۴) رہنے پہنے، روزمرہ کی زندگی اور تمدنی ترقی سے پیدا شدہ زندگی کے اعلیٰ معیار نو قدیم معیار سے مقابلہ کر کے تنقید اور ملامت کا نشانہ نہ بنانا چاہیے، جب تک کوئی کمینز نا جائز حدود میں داخل نہ ہو رہی ہو اس پر سخت گرفت بعض مرتبہ لوگوں کو دین سے دور کر دیتی ہے، جہاں تک خود شریعت میں گنجائش ہو وہاں تک نرم رویہ ہی اصلاح کے راستہ میں مفید ہوتا ہے۔

(۱۵) جس بستی کو اپنے کام کے لئے منتخب کریں وہاں ملازمت برائے ملازمت کی ذہنیت کو ختم کرتے ہوئے بستی کی جملہ فلاح و بہبودی سے دلچسپی رکھیں جہاں ان کو امامت تعلیم یا جس خدمت پر مامور ہیں اس کو محنت اور خلوص کیساتھ انجام دینا ہے وہیں عام آبادی کی دینی زندگی کے سدھار کیلئے بھی کام کرنا چاہیے۔ اگر وہ قرآن کا ترجمہ یا تفسیر بیان کرنے پر قادر ہوں تو کسی بھی نماز کے بعد جو وقت سب کے مشورے سے طے ہو تو ٹھوڑی تفسیر بیان کریں یا مسائل کی تعلیم جاری کریں، کام اس طرح شروع کریں کہ کسی پر کوئی بوجھ نہ ہو ان

کاموں میں اس بات کا بھی لحاظ کریں کہ جو پہلے سے قدیم مدرس وہاں خدمات انجام دے رہے ہیں، ان سے کوئی رقابت کھڑی نہ ہو۔ ہر وقت انکو اپنے ساتھ ملائے رکھیں اور خود کام کریں مگر منسوب انکی طرف کریں کہ ان کی توجہ اور دماغ ہم سب کا کام ہے ہیں تاکہ جو مدرس کام میں دلچسپی نہیں رکھتے وہ کم از کم مخالفت سے باز رہیں۔

(۱۶) جس گاؤں میں کام کریں وہاں کی آبادی سے مختلف اوقات میں ہنگامی بندے کے ذریعہ وہاں کے نوجوان اور بوڑھے طبقے کی استعداد کے مطابق مقامی زبان میں خالص دینی، مذہبی، اخلاقی، اصلاحی مستند کتابوں کا ذخیرہ آہستہ آہستہ مہیا کریں، ہر سال ایک مختصر سی رقم کی کتابیں ضرور خریدیں، اس طرح چند سال میں ایک اچھا خاصہ ذخیرہ ہو جائے گا، اس کیساتھ ساتھ پڑھنے اور مطالعو کی بھی ترغیب دیتے رہیں۔ خود یا مقررہ کردہ کسی نوجوان سے روزانہ کسی وقت اس چھوٹے سے دارالمطالعہ سے تقسیم کتب کا کام جاری رکھیں اور سال میں ایک مرتبہ دارالمطالعہ کا کوئی بھی جلسہ بھی منعقد کیا کریں تاکہ مطالعو کرنے والے نوجوان اپنے خیالات کا اظہار بھی کر سکیں اور انکی حوصلہ افزائی بھی ہو اور اس بہانے مطالعو کی رفتاری بھی بڑھتی رہے۔

(۱۷) اسی کیساتھ اس بستی میں اس بات کا بھی خیال کریں کہ مقامی آبادی کے غریب، یتیم، بیوہ افراد کیلئے، اہل بنیہ حضرات کو توجہ دلا کر ایک فنڈ مہیا کریں، جن سے سماج کے ان کمزور افراد کی مدد بھی ہو سکے اور پیسہ اپنے صحیح مصروف میں خرچ ہو۔

(۱۸) یہ بھی کوشش جاری رکھنا چاہیے کہ گاؤں کے جو بچے ذہین ہوں اور مکتب کی تعلیم کے بعد کسی دارالعلوم میں تعلیم مکمل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں ان کی مناسب رہبری کریں، ان کے داخلہ کی کوشش کریں ان کا حوصلہ بڑھائیں مالی مشکلات کے حل کی ہی تدبیر سوچیں۔ اسی طرح اگر گاؤں کے کچھ بچے دنیاوی تعلیم کی اچھی صلاحیت رکھتے ہوں تو ان کو دنیاوی تعلیم میں بھی ترقی کیلئے مشورہ دیں۔



(۱۹) گاؤں میں موجود کلج یا ہائی سکول کے طلبہ سے جوڑ پیدا کریں، ہفتہ میں ایجب رٹل آتوار یا کسی چھٹی کے دن ان کے ساتھ کچھ وقت بیٹھکر ان کو اسلامیات کی بنیادی باتوں سے آگاہ کریں، ہو سکے تو سب ملکر ایڈ شب ایک ساتھ کھانا کھائیں اور کچھ دیر دین کی باتیں ہوں تو آپس میں بھی انسیت پیدا ہوگی اور دین کی دعوت و تبلیغ میں بھی سہولت ہوگی۔

(۲۰) شادی اور غنی کے موقع پر شرکت کر کے اس وقت کے مناسب دین کی ان باتوں کو جو اس وقت کے مناسب ہوں حسن اسلوبی کے ساتھ بیان کریں، شدت کبھی اختیار نہ کریں اعتدال اور موقع شناسی سے کام لیں اصلاح کا کام جاری رکھیں۔

(۲۱) مالیات سے تعلق رکھنے والا ہر معاملہ مقامی آبادی کے مانت دار افراد سے متعلق کریں اور خود کبھی بھی مالیات پر عادی ہونے کی کوشش نہ کریں۔

(۲۲) گاؤں کے بوڑھے اور پرانے لوگوں کی عزت کریں اور ان کو ہر معاملہ میں لگے بڑھائیں اور ان میں موجود خرابیوں کو ایسے ڈھنگ سے تنہائی میں سمجھادیں کہ ان کی بے عزتی بھی نہ ہو اور ان کی طرف سے بدگمانی کا بھی موقع نہ مل سکے۔

(۲۳) مکتب کے بچوں میں صاف صفائی اور وقت کی پابندی اور سچ بولنے کی عادت ڈالیں، بچوں کو اجتماعی طور پر حمد و نعت اور کلموں کی روزانہ مشق کرائیں نیز روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی دعائیں یاد کرائیں۔ سلام و ملاقات کے آداب سکھائیں، بچوں کی نفسیات کو سمجھ کر تعلیم دینے کی کوشش کریں جس سبق کو پڑھنا ہے پہلے سوچیں کہ اس مسئلہ کو کیسے سمجھائیں کہ جلد سمجھ میں آ سکے، کوئی لفظ سمجھ میں نہ آئے تو اپنے اساتذہ سے معلوم کرنے میں شرم محسوس نہ کریں۔

(۲۴) عورتوں میں دینی کام شروع کرائیں اور زیادہ تر توجہ مسائل پر دیں تاکہ روزمرہ کے وہ مسئلے جنکے نہ جاننے سے ان کی عبادت پر اثر پڑتا ہے سامنے آجائیں، ایسا نظام بنائیں کہ ہفتہ میں ایک بار اپنے مجمع میں خود عورتیں ہی کسی مستند کتاب سے استفادہ کر سکیں۔

۲۵) اگر چند علماء مدرسہ میں ہوں تو انہیں پیار و محبت سے رہیں کہ دیکھنے والے سمجھیں کہ یہ سب ایک ہی برادری کے افراد ہیں، اگر کبھی کچھ شکر ربی ہو جائے تو اسکو جلد ختم کر لیں، عوام میں ایک دوسرے کے منافک اکھاڑے بازی نہ کریں، اپنی اخلاقی حالت ایسی رکھیں جس سے کسی شخص کو علماء کو برا کہہ کر بدنام کرنے کا موقع نہ ملے۔

۲۶) ملازمت کے زمانہ میں پارٹی بازی یا گاؤں کی اٹھاؤ پنک کی سیاست سے دور رہیں اور اپنے علمی و عالمانہ وقار کو ہر وقت ملحوظ رکھیں۔ بے مقصد مجالس میں فراغت کے اوقات میں بھی نہ بیٹھیں، لوگوں کے ذاتی جھگڑوں سے دور رہیں، گھروں میں آنے جانے اور غلط قسم کے اختلاط سے پرہیز کریں

۲۷) اوقات ملازمت کی پابندی کریں، نماز و عیزہ فرائض کو ایسی پابندی سے ادا کریں کہ لوگوں کیلئے نمونہ بن جائیں۔ مدرسین کے ساتھ میل جول، محبت اور فراخ دلی کے ساتھ رہیں۔ اپنی برتری دکھلانے اور دوسرے کو حقیر اور کم علم سمجھنے سے احتراز کریں۔

۲۸) علماء کو چاہیے کہ موجودہ دور کے کسی بھی برگزیدہ شیخ سے راہ درسم رکھیں اور اگر بیعت ہو جائیں تو بہتر ہے اور جو وظائف وغیرہ بتلائیں ان کا ورور رکھیں۔ تصوف سے متعلق کتب اکابر کے ملفوظات اور ان کی سوانح حیات کا مطالعہ کریں تاکہ معلوم ہو کہ ہمارے اکابر نے صلاح و اصلاح کے سلسلہ میں کیا کیا خدمات کی ہیں اور کتنی مشقتیں برداشت کی ہیں۔

۲۹) کسی بھی کتاب کا مطالعہ کرنے سے پہلے اس کے مستند ہونیکے بارے میں معلوم کر لینا ضروری ہے۔ ورنہ بعض تصانیف آدمی کو راستہ سے ہٹا دیتی ہیں، اسی لئے کسی دوسرے فرقہ کے عقائد و اعمال سے متعلق کتب بینی سے بھی پرہیز کریں لیکن اگر تردید وغیرہ کے خیال سے پڑھنا ضروری سمجھیں تو اپنے اساتذہ سے اس سلسلہ میں مشورہ کرتے رہیں۔ مقابلہ، مناظرہ اور مجادلہ سے پرہیز کریں۔ اور اگر موقع ہی آجائے تو اپنے بڑوں کی طرف



رجوع کر کے ان کے مشوروں پر عمل کریں۔

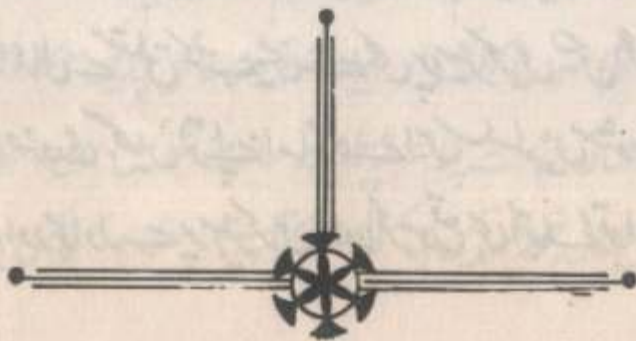
(۳۵) چند خطبے جو مفید اور مختصر ہوں عربی میں زبانی یاد کر لیں اور جمعہ میں زبانی خطبہ دینے کی عادت ڈالیں۔

(۳۶) نیز اس بات کی پابندی کریں کہ اپنی بستی میں ہر ماہ اس ماہ کے متعلق معمولات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بیان دیا کریں تاکہ اس ماہ میں جو اعمال مسنون ہیں وہ لوگوں کو معلوم ہو جائیں، اس طرح وہ اس ماہ کی بدعات سے بچ سکیں گے اس کے لئے ”معمولات نبوی“ ثابت بالسنہ کا مطالعہ مفید ہو سکتا ہے۔

(۳۷) مکاتب کے مدیرین کو چاہیے کہ مکتب کے چھوٹے بچوں کو قرأت، مکالمے اور مختصر سی تقریریں انتخاب کر کے یاد کرائیں تاکہ وقت فوقتاً جلسوں میں وہ سنا سکیں اس سے دوسروں کا بھی حوصلہ بڑھے گا اور بچوں کے والدین کے لئے بھی خوشی کا سبب ہوگا۔

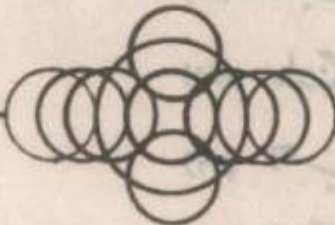
(۳۸) روزمرہ کام آنے والی کسی آیت یا حدیث کا ترجمہ یا آداب کے سلسلہ کی کوئی بات یا کسی بزرگ کا ملفوظ مسجد کے تحت پر روزانہ یا ہر جمعہ کو یا ہفتہ میں کسی دن رکھنے کا معمول بنائیں یہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہے۔

(۳۹) جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے کچھ تصنیف و تالیف کی صلاحیت عنایت کی ہو وہ اس سلسلہ میں ضرور کوشش کریں۔



## قوم کی ذمہ داری :

امت کو سمجھنا چاہیے کہ دین کا صحیح علم رکھنے والی علماء کی یہ جماعت جو مدارس دینیہ میں رہ کر عقائد و اعمال کو شریعت کے اصل ماخذ سے حاصل کر کے ہمارے پاس آئی ہے بڑی ہی قیمتی اور قابل قدر ہے۔ دینی رہبری و قیادت کا کام ہمیں انہیں سے لینا ہے یہی ہمارے عقائد و اعمال کی صحیح اصلاح کر سکتے ہیں ان کے مقابلے میں ادھورے ناقص اور شریعت سے ناواقف ائمہ و مدرسین اگرچہ بڑی جلدی اور سستے طور پر فراہم ہو جاتے ہیں مگر حقیقتاً وہ قیادت تو درکنار دین کی صحیح معلومات فراہم کرنے سے بھی قاصر ہیں انکی رہبری میں ہونے والی اذانیں نمازیں اور پھول کی تعلیم ناقص ہی نہیں بلکہ بعض اوقات اس کی صحت بھی مخدوش ہو جاتی ہے اور ان کی زیر تربیت تیار ہونے والی نئی نسل دین کی اس صحیح تعلیم سے محروم رہتی ہے۔ جسکے لئے مکاتب و مدارس کا وجود عمل میں آیا ہے۔





وہ منتخب کتب جن کا ایسے علماء کرام کے پاس  
رہنا ضروری ہے جو کسی دارالعلوم  
میں تدریسی خدمات انجام دیتے ہوں ۶۶

- |  |                                 |
|--|---------------------------------|
| (۱۱) بیان القرآن                         | (۱۷) عمدۃ الفقہ مکمل            |
| (۱۲) تفسیر ابن کثیرؒ                     | (۱۸) سیرۃ ابن ہشامؒ             |
| (۱۳) لغات القرآن مکمل یا مفرد امام راغبؒ | (۱۹) سیرۃ النبی مکمل            |
| (۱۴) مقدمہ تفسیر حقائقؒ                  | (۲۰) الانتقابات المفیدۃ         |
| (۱۵) اصول تفسیر                          | (۲۱) النکشف                     |
| (۱۶) تدوین قرآن                          | (۲۲) شریعت و تصوف مکمل          |
| (۱۷) علوم القرآن                         | (۲۳) فتح القدر                  |
| (۱۸) قصص القرآن مکمل                     | (۲۴) علماء ہند کا شمارنامہ ماضی |
| (۱۹) ترجمان السنۃ مکمل                   | (۲۵) حصن حصین                   |
| (۲۰) بذل الجہود مکمل                     | (۲۶) الاتقان فی علوم القرآن     |
| (۲۱) فیض الباری مکمل                     | (۲۷) ما ثبت بالسنتہ             |
| (۲۲) فتح الملہم مکمل                     | (۲۸) مدارج النبوة               |
| (۲۳) لغات الحدیث مکمل                    | (۲۹) احیاء العلوم               |
| (۲۴) تدوین حدیث                          | (۳۰) الاعتدال فی مراتب الرجال   |
| (۲۵) شامی                                | (۳۱) راہ سنت                    |
| (۲۶) مفید الوارثین                       | (۳۲) اسلامی مذاہب               |

- (۳۳) اختلاف امت و صراطِ مستقیم ۲ حصہ (۵۲) مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت
- (۳۴) القاموس الجدید (۵۳) فتاویٰ دارالعلوم
- (۳۵) فیروز اللغات کلاں (۵۴) فتاویٰ رحیمیہ
- (۳۶) آلاتِ جدیدہ کے شرعی احکام (۵۵) الفاروق
- (۳۷) معاشرتی مسائل (۵۶) مولانا الیاس اور انکی دینی دعوت
- (۳۸) مسائلِ جدیدہ کے فقہی احکام (۵۷) جواہر الفقہ مکمل
- (۳۹) لطائفِ علمیہ (۵۸) مجالس الابرار
- (۴۰) سیرۃ سید احمد شہیدؒ (۵۹) اصح السیر
- (۴۱) علم جدید کا چیلنج (۶۰) صحابیات
- (۴۲) پرانے چراغِ مکمل (۶۱) فتاویٰ دارالعلوم
- (۴۳) ارکانِ اربعہ (۶۲) دنیا کا اٹلیس
- (۴۴) ماتر و معارف (۶۳) نیز مفید و کارآمد علمی ماہنامے
- (۴۵) خطباتِ مدارس (۶۴) وغیرہ زیرِ مِطالور کھنچے چاہئیں۔
- (۴۶) حکیم الامتؒ (۶۵) مواظظ دعوت و عبودیت
- (۴۷) اشرف الجواب (۶۶) اشرف الجواب
- (۴۸) المصالح العقلیہ والنقلیہ (۶۷) المصالح العقلیہ والنقلیہ
- (۴۹) مسدس حالی (۶۸) مسدس حالی
- (۵۰) مسلمانوں کا عروج و زوال (از مولانا (۶۹) مسلمانوں کا عروج و زوال (از مولانا
- علی میاں صاحب مدظلہ)



مکاتب میں تدریس، مساجد میں امامت یا عوام میں تبلیغی خدمات انجام دینے والے  
فضلاء کرام کے لئے منتخب کتابیں جو ایک عالم اور تعلیم یافتہ شخص کے پاس موجود رہنا  
فائدہ سے خالی نہیں۔

- |                          |                              |
|--------------------------|------------------------------|
| (۱۸) تسبیح التجوید       | (۱) معارف القرآن مکمل        |
| (۱۹) اصلاح الرسوم        | (۲) معارف الحدیث مکمل        |
| (۲۰) اغلاط العوام        | (۳) بہشتی زیور مکمل مدلل     |
| (۲۱) حیات المسلمین       | (۴) حیاۃ الصحابہ مکمل        |
| (۲۲) جنت کی کنجی         | (۵) فضائل صدقات مکمل         |
| (۲۳) دوزخ کا کھٹکا       | (۶) فیروز اللغات کلاں        |
| (۲۴) عقائد علماء دیوبند  | (۷) مواعظ حضرت تھانویؒ       |
| (۲۵) آپ تقریر کیسے کریں؟ | (۸) خطبات موعظت              |
| (۲۶) مسائل سجدہ سہو      | (۹) فتاویٰ دارالعلوم مکمل    |
| (۲۷) تبلیغ دین محشی      | (۱۰) فتاویٰ رحیمیہ مکمل      |
| (۲۸) نیکی کا موسم        | (۱۱) فضائل اعمال کا مکمل سیٹ |
| (۲۹) بدعت کیلئے؟         | (۱۲) دین و شریعت             |
| (۳۰) برکات و رمضان       | (۱۳) تاریخ الاسلام           |
| (۳۱) مسائل تراویح        | (۱۴) تاریخ ہند               |
| (۳۲) مسائل اعتکاف        | (۱۵) ہفت اختر                |
| (۳۳) مسنون دعائیں        | (۱۶) اعمال قرآنی             |
| (۳۴) اسماء حسنی          | (۱۷) طریقہ تعلیم             |

- |                              |                            |
|------------------------------|----------------------------|
| (۳۵) معمولات نبوی            | (۳۱) احکام مساجد           |
| (۳۶) خصائل نبوی              | (۳۲) بہشتی ثمر و حصے       |
| (۳۷) ارغوانِ لغت             | (۳۳) سو بڑے آدمی           |
| (۳۸) ترجمہ شیخ الہند         | (۳۴) بیس بڑے مسلمان        |
| (۳۹) خطبات حکیم الاسلام مکمل | (۳۵) دینی مکالمے اول / دوم |
| (۴۰) اسلام کیلئے؟            | (۳۶) آپ کیسے پڑھائیں؟      |

اس کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کے پرچے اور پتوں کے کام  
 آنے والی چیزیں پڑھتے رہنا چاہیے۔





## بعضی پسندیدہ مصنفین جنکی ہر کتاب مستند و مفید ہے

- |  |   |
|--|---|
| (۱) حضرت شاہ ولی اللہ                      | (۲) حضرت شاہ عبدالعزیز                      |
| (۳) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی | (۴) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی           |
| (۵) علامہ شبیر احمد عثمانی                 | (۶) مولانا مناظر احسن گیلانی                |
| (۷) حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب   | (۸) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب         |
| (۹) مولانا سعید احمد اکبر آبادی            | (۱۰) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب |
| (۱۱) حضرت مولانا غلیل احمد سہارنپوری       | (۱۲) علامہ انور شاہ کشمیری                  |
| (۱۳) مولانا یوسف بنوری                     | (۱۴) مولانا سرفراز خان صفدر                 |
| (۱۵) مولانا علی میاں صاحب                  | (۱۶) مولانا محمد منظور نعمانی               |
| (۱۷) مولانا محمد تقی عثمانی                | (۱۸) مولانا مجاہد الاسلام                   |
| (۱۹) مولانا مقبول احمد سیوہاری             | (۲۰) مولانا حفظ الرحمن صاحب                 |
| (۲۱) مولانا محمد میاں صاحب                 | (۲۲) مفتی محمود صاحب مدظلہ                  |
| (۲۳) مفتی ظفیر الدین صاحب مدظلہ            |   |
| (۲۴) قاضی اطہر مبارکپوری                   |   |

# نعت شریف

جنابِ طرفہ قریشی

کرتا ہوں وصفِ گیسوِ اطہر بھی کبھی  
سیدے کئے ہیں انہی توجہ کے فیض نے  
یارب ہمارے دل پہ بھی عکسِ انگنی کرے  
کیوں اپنی مغفرت کا یقین بھکوز ہو مولا  
سیرِ فضائے عرش کی ہو جن کو آرزو  
اللہ میرا بلغِ امت تا بہرہ ہے  
ہو جائے دُور کاش مری تشنگی شوق  
آتی ہے بونے زلفِ ہمیر کبھی کبھی  
بگڑی ہوئی حیات کے تیور کبھی کبھی  
آئینہ جمالِ پیہر کبھی کبھی  
کرتے ہیں یادِ شائعِ محشر کبھی کبھی  
دیکھیں وہ جا کے روضہِ اطہر کبھی کبھی  
دیکھوں بہارِ گنبدِ انخضر کبھی کبھی  
دیکھیں ادھر بھی ساقی کو شر کبھی کبھی

خویریں کہیں گی خلدِ مینِ طرہ کو دیکھ کر  
لکھتے تھے یہ بھی نعتِ ہمیر کبھی کبھی





# بِحَضُورِ سَيِّدِ الْاَنَامِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

از زائرِ حرم: حضرت حمید صدیق لکھنوی

تویدِ لطف و کرم کے خاص نام چلے  
حضورِ ساقی کو نینِ تشریف کا مچلے  
نظرِ نظر کو بنائے ہوئے پیام چلے  
جلو میں لیکے مرادوں کا آردہام چلے  
زفرِ قاتلِ بدمعاش سے خوشی و مدد ہوشی  
کبھی کمالِ ادب سے قدم اٹھانے سے  
نہ رگ سکے کسی عالم میں عازنانِ حرم  
سرور و کیفِ تصور میں کھوئے کھوئے  
جو ملتی تھی نسیمِ کرم تھے مدت سے  
کشاکشِ غم و دُورِ ازل سے ہو کے پروا  
جنہیں صنمِ کدہ دہر میں اماں نہ ملی  
وہ طلب کے مزے کچھ وہی اٹھائینگے  
وہ اہلِ دل کا یکے بعد دیگرے بڑھنا  
حبیبِ پاک کے روضہ کی بجائیں کھینچ  
پئے سلامِ مواجہ کی سمت یوں بڑھنا  
دیارِ پاک کی حبیبِ خدا میں لازم ہے

کشاں کشاں بدیرِ رحمت تمام چلے  
بغیضِ شوقِ مطلبِ میکدہ بجمام چلے  
نفسِ نفس ہیں لئے ہدیہِ سیلام چلے  
عجیبِ شان سے سرکار کے غلام چلے  
نسیمِ صبح کے مازند خوش خرام چلے  
کبھی و فورِ محبت میں تیز گام چلے  
سحر کے وقت چلے کچھ قریبِ شام چلے  
خرابِ حالِ حضورِ شرہ انا م چلے  
وہ لیکے خود دل پر شوق کا پیام چلے  
لئے ہوئے طلبِ حیاتِ دوام چلے  
وہ جانبِ حرمِ سیدِ الکرام چلے  
جو منزلوں پر بھی کرتے ہوئے قیام چلے  
کہ جیسے بادِ عرفان کا دورِ جا چلے  
دلوں میں لیکے تمنائے استلام چلے  
کہ جیسے بادِ بہاری سُبکِ خرام چلے  
قدمِ قدم بقصدِ ادب و احترام چلے

حمیدِ عید ہے اُن رہروانِ طبیبہ کی  
جو لوٹے کو بہارِ مہِ صیام چلے